نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا
عَلَی الْجِهَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا

صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ

حالات، خدمات، آثار



تالیف
مولانا محمد اسحٰق بھٹی



محمد سلطان کے بغیر ان میں سے کسی کی تاریخ ولادت اور تاریخ وفات وغیرہ کا علم نہیں ہوسکا۔ نہ ان میں سے کسی کی اولاد کی کسی قسم کی علمی سرگرمیوں اور کاروباری مساعی کا پتا چل سکا ہے۔ ان کی خاندانی تاریخ محمد سلطان (یعنی صوفی عبداللہ) سے شروع ہوئی اور انھی پر ختم ہوگئی۔ صوفی صاحب کی تاریخ کا پس منظر بھی ان کا خاندان نہیں بلکہ ان کی دوسری سرگرمیاں ہیں، جن کی تفصیل اس کتاب کے آئندہ صفحات میں مذکور ہے۔

ملک قادر بخش کا بھی باپ کی طرح وزیر آباد میں اچھا خاصا کاروبار تھا اور شہر میں انھیں عزت و احترام کا مقام حاصل تھا۔ وہ غریب پرور، یتیموں کے مددگار اور بیواؤں کے معاون کی حیثیت سے مشہور تھے۔ یتیم بچوں کو وہی مقام دیتے تھے جو اپنے بچوں کو دیتے تھے۔ انھوں نے کئی غریب اور نادار بچیوں کی اپنے گھر میں پرورش کی اور پھر اپنے خرچ سے ان کی شادی کی اور اسی طرح کی، جس طرح اپنی بچیوں کی کی جاتی ہے۔

فقہی مسلک:

ملک محمد سبحان اور ان کے بیٹے قادر بخش فقہی مسلک کے اعتبار سے حنفی تھے۔ ملک قادر بخش کے ایک لڑکے ملک محمد رمضان اور داماد منشی محمد دین نے شیعہ مذہب اختیار کر لیا تھا۔ وہ اس طرح کہ ایک شخص ماسٹر برکت علی سے جو شیعہ تھے، یہ ٹیوشن پڑھا کرتے تھے۔ ان سے متاثر ہو کر یہ بھی شیعہ ہوگئے۔ ملک قادر بخش نے ان کو بہت سمجھایا، سختی بھی کی، لیکن یہ شیعہ ہی رہے۔ ان دونوں کی اولاد میں سے بھی زیادہ افراد شیعہ ہیں۔

ملک قادر بخش کے دو بیٹے اہل حدیث ہوگئے تھے۔ ایک سب سے بڑے محمد سلطان (یعنی صوفی عبداللہ) اور دوسرے ان سے چھوٹے رحمت اللہ۔۔۔! مسلک اہل حدیث پہلے صوفی عبداللہ نے اختیار کیا تھا، جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ پھر ان سے اثر پذیر ہو کر ملک رحمت اللہ اہل حدیث ہوئے۔

صوفی صاحب کی مسلک اہل حدیث سے وابستگی:

جس محلے میں صوفی صاحب سکونت پذیر تھے، اسی محلے میں مشہور اہل حدیث عالم حضرت مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی رحمہ اللہ کی مسجد تھی۔ اس مسجد میں حضرت حافظ صاحب کا سلسلۂ درس جاری تھا۔ حافظ صاحب نابینا تھے لیکن برصغیر کے بہت بڑے عالم حدیث اور جلیل القدر محدث تھے۔ جن حضرات نے ان سے حصول علم کیا اور سند فراغت لی ان میں مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا محمد علی لکھوی، مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی، اور مولانا محمد اسماعیل سلفی جیسے اعاظم رجال شامل ہیں۔ حضرت حافظ عبدالمنان وزیر آبادی سے اللہ تعالیٰ نے بصارت کی نعمت تو بے شک چھین لی تھی، لیکن اس کے بدلے میں ان کو بے پناہ قوت بصیرت عطا فرما دی تھی۔ انھیں متحدہ پنجاب میں علم حدیث اور اس کے متعلقہ علوم کے سرچشمے کی حیثیت حاصل تھی۔ اس عالم اجل نے ۱۶۔ رمضان المبارک ۱۳۳۴ھ۔ (۱۸ جولائی ۱۹۱۶ء) کو وفات پائی۔

ملک محمد سبحان اور ملک قادر بخش کا مکان اسی محلے میں تھا، جس محلے میں اس عالی قدر شخصیت کا مکان تھا اور قریب ہی وہ مسجد تھی، جس میں وہ طلبا کو قرآن وحدیث کی تعلیم سے بہرہ ور فرماتے تھے۔ اسی گلی میں ملک محمد سبحان کا پوتا اور ملک قادر بخش کا بیٹا عبداللہ اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیل کود میں مشغول رہتا تھا۔

عبداللہ کے دادا اور والد اہل حدیث کے مخالف تھے۔ پوتے اور بیٹے پر بھی ان کا اثر تھا اور وہ اہل حدیث کو ''وہابی'' کہا کرتے تھے اور اپنے ہم عمر بچوں کے دلوں میں بھی ان کے خلاف نفرت پیدا کرنے کی کوشش کرتے اور انھیں اہل حدیث کی مسجد میں جانے سے روکتے تھے۔ اہل حدیث سے اس گھرانے کی مخالفت، نفرت کی حد تک پہنچ گئی تھی، ان کے چھوٹے بڑے تمام افراد اہل حدیث سے عداوت رکھتے تھے۔ البتہ رمضان کے مہینے میں یہ ہوتا کہ مغرب کی اذان سننے کے لیے محلے کے بچے اہل حدیث کی مسجد کے دروازے پر

آ کر کھڑے ہو جاتے، ان میں عبداللہ بھی شامل ہوتا تھا۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ اہل حدیث کی مسجدوں میں سورج غروب ہوتے ہی اذان دی جاتی ہے، جب کہ دوسری مساجد میں عام طور سے روزہ افطار کر کے دو چار منٹ بعد میں اذان کہی جاتی ہے، اور یہ بچے اذان سنتے ہی روزہ افطار کرلو، روزہ افطار کرلو، کی آوازیں دیتے ہوئے گھروں کو دوڑ جاتے۔

اہل حدیث ہونے کی وجہ:

ایک دن حسب معمول مغرب کی اذان سننے کے لیے مسجد کے دروازے پر دوسرے لڑکوں کے ساتھ عبداللہ بھی کھڑا تھا کہ ادھر سے مولانا فضل الٰہی تشریف لائے۔ ان کے ہاتھ میں افطاری کا سامان تھا۔ ان کی نظر عبداللہ پر پڑی تو رکے اور پوچھا:

تم کس کے بیٹے ہو؟

جواب دیا: ملک قادر بخش کا۔۔۔!

فرمایا: ملک قادر بخش تو میرا بھائی ہے اور تم میرے بھتیجے ہو۔۔ آؤ مسجد میں بیٹھ کر روزہ افطار کریں۔

مولانا فضل الٰہی کے یہ الفاظ سن کر عبداللہ بے حد متاثر ہوئے اور ان کے ساتھ مسجد میں چلے گئے۔ پھر ان کے ساتھ ہی روزہ افطار کیا اور نماز پڑھی۔

نماز سے فارغ ہو کر عبداللہ نے احترام آمیز الفاظ میں مولانا فضل الٰہی سے گھر جانے کی اجازت طلب کی تو مولانا نے انتہائی شفقت سے فرمایا: بیٹے! ہر روز مسجد میں آیا کرو اور میرے ساتھ روزہ افطار کیا کرو۔

مولانا کے یہ الفاظ بھی پہلے الفاظ کی طرح عبداللہ کے لیے پُر تاثیر ثابت ہوئے اور وہ روزانہ مسجد میں جانے اور مولانا کے ساتھ روزہ افطار کرنے اور نماز پڑھنے لگے۔ اس طرح چند ہی روز میں وہ مولانا سے مانوس ہوگئے۔

ایک دن مولانا نے ان سے پوچھا: قرآن مجید پڑھا کرتے ہو؟

عرض کیا: نہیں!

فرمایا: مجھ سے قرآن مجید پڑھا کرو۔

چنانچہ انھوں نے مولانا سے قرآن مجید پڑھنا شروع کر دیا اور دونوں کا آپس میں استادی شاگردی کا رشتہ قائم ہوگیا۔ ملک قادر بخش کو کسی نے کہا کہ تمھارا بیٹا مولانا فضل الٰہی سے قرآن پڑھتا ہے، وہ وہابی ہیں، یہ بھی ان کے اثر سے وہابی ہو جائے گا، اسے ان سے ملنے اور قرآن پڑھنے سے منع کرو۔

انھوں نے جواب دیا: بچہ مولانا فضل الٰہی سے ناظرہ قرآن پڑھتا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔۔۔!

لیکن ناظرہ قرآن مجید پڑھنے کے ساتھ ہی ان کی زندگی کا دھارا بدلنے لگا، وہ جیسے جیسے قرآن پڑھتے گئے، ان کے دل کی حالت بدلتی اور عمل کی دنیا منقلب ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ مولانا کے اخلاق، طرزِ کلام اور روزمرہ کے معمولات سے ان کی ذہنی کیفیت بالکل دگرگوں ہوگئی اور کم سنی کے باوجود ان کے روزمرہ کے معاملات حیرت انگیز طور پر ایک نئے قالب میں ڈھل گئے۔ اب ان کا شعور نئی کروٹ لے چکا تھا اور فہم جاگ اٹھا تھا اور وہ پکے اہل حدیث (یا وہابی) ہوگئے تھے۔ کسی قسم کا خوف ان کے دل میں نہیں رہا تھا۔

امتحان و آزمائش یا تربیت:

اب وہ عالم طفولیت سے نکل کر آگے کی منزل میں داخل ہو چکے تھے اور اس موڑ پر پہنچ گئے تھے، جہاں سے جوانی کے ابتدائی دور کی سرحدیں شروع ہو جاتی ہیں۔ مولانا فضل الٰہی کے نزدیک اب وہ قابل اعتماد قرار پا گئے تھے۔ تاہم انھوں نے ان کی دیانت و امانت کو مزید آزمانے کی کوشش کی اور انھیں کئی قسم کے امتحانات میں ڈالنے کا عزم کیا۔ یہ ان کی آئندہ زندگی کے لیے ایک تربیت تھی اور راہِ عمل کا تعین۔۔۔!

ہوگی...... لیکن دعا قبول ہوئی اور کچھ عرصے کے بعد ان کی شادی ہو گئی...
اچانک رنگ میں بھنگ پڑ گئی، یعنی میاں بیوی میں اختلاف پیدا ہو گیا اور بیوی روٹھ کر میکے چلی گئی۔ اس کے باپ اور بھائیوں نے ان کو پیغام بھجوایا کہ تم ہماری بیٹی کو تنگ کرتے ہو، ہم تمھیں زندہ نہیں چھوڑیں گے، تمھیں قتل کر دیں گے۔ ہمارے ہاتھوں تمھاری موت کے دن قریب آ گئے ہیں۔ یہ پیغام سن کر وہ سخت پریشان ہوئے۔ اسی اثنا میں صوفی صاحب سے ملنے کے لیے اوڈاں والے گئے، لیکن صوفی صاحب وہاں نہیں تھے، پتا چلا کہ فلاں گاؤں میں ہیں۔ وہاں پہنچے تو صوفی صاحب نے پوچھا: تمھاری بیوی کا کیا حال ہے؟

جواب میں انھوں نے تمام واقعہ بیان کر دیا۔

فرمایا: تمھاری شادی کسی اور جگہ کر دیں؟

عرض کیا: کر دیجیے۔

رات گزری تو دوسرے دن فرمایا: تم کسی اور جگہ شادی کرانے کا خیال دل سے نکال دو، اپنے سسرال جاؤ اور بیوی کو لے آؤ۔

مولانا اسحاق سندھو نے کہا: جناب میں جاؤں گا تو وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ وہ بہت غصے میں ہیں اور مجھے روزانہ ان کی طرف سے موت کے پیغام آ رہے ہیں۔

فرمایا: وہ تمھیں کچھ نہیں کہیں گے، تم میری بات مانو اور چلے جاؤ، تمھاری بیوی بلاحیل و حجت تمھارے ساتھ آ جائے گی۔

کہا: آپ مجھے ان کے ہاتھوں قتل کرانا چاہتے ہیں۔

بہر حال وہ ان کے کہنے پر سسرال چلے گئے۔ سسر، ساس اور گھر کے تمام افراد اس طرح احترام سے پیش آئے جیسے ان کا انتظار ہی کر رہے تھے۔ چند

روز پیشتر جن کی طرف سے قتل کے پیغام آ رہے تھے، وہ بالکل نرم ہو چکے تھے۔

اس کے بعد چار یا پانچ لڑکے بھی پیدا ہوئے اور لڑکیاں بھی۔ سب بچے نیک اور تعلیم یافتہ۔ مالی حالت بھی اچھی ہوگئی۔

گاؤں سے وہ ملتان چلے گئے۔ اچھا خاصا وسیع مکان ہے۔ سات آٹھ دکانیں ہیں، بیٹے بیٹیاں، نواسے نواسیاں، پوتے پوتیاں، ماشاء اللہ تمام کنبہ خوش حال ہے۔ مولانا محمد اسحاق سندھو کے ایک صاحب زادے لاہور رہتے ہیں اور طبیب ہیں۔

یہ صوفی صاحب کی مخلصانہ دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ مولانا محمد اسحاق سندھو کافی عرصہ صوفی صاحب کے ساتھ رہے۔ ان کے بے حد عقیدت مند اور انتہائی مداح ہیں۔ انھیں مستجاب الدعوات بزرگ اور اللہ کا ولی قرار دیتے ہیں۔ صوفی صاحب کی رفاقت میں رہنے کی بنا پر ان سے بے تکلفانہ اسلوب میں گفتگو کرتے تھے۔

محمد اسحاق سندھو صاحب کے لیے صوفی صاحب کی دعا کا نتیجہ نکلا کہ۔

- ان کے والد کو اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرمادی۔
- خود ان کی شادی ہوگئی۔
- بیوی جو روٹھ کر میکے چلی گئی تھی، بغیر کسی منت خوشامد کے واپس آئی، سسرال کے نزدیک لائق احترام قرار پائے۔
- اللہ تعالیٰ نے ایسی اولاد عطا فرمائی جو صالحیت اور صلاحیت سے متصف ہے۔
- وسیع مکان اور خوش حالی کی نعمت سے نوازے گئے۔[1]

(۳) اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے مختلف مواقع پر صوفی صاحب کے مختلف طریقے تھے۔ ایک شخص نے عرض کیا میری کئی لڑکیاں ہیں، لڑکا کوئی نہیں، دعا کیجیے اللہ تعالیٰ لڑکا عطا فرمادے...... صوفی صاحب نے اس کی بات سن کر زمین پر

[1] مولانا محمد اسحاق سندھو نے فرمایا تھا کہ وہ صوفی صاحب کی قبولیت دعا کے متعلق مزید واقعات بتائیں گے۔ لیکن افسوس ہے اس کے بعد ان سے ملاقات نہیں ہوسکی۔

لکیریں کھینچنا شروع کیں اور ساتھ ہی لکیریں گننے لگے۔ پہلی لکیر کھینچی تو کہا ایک۔ دوسری کھینچی تو کہا دو...... تیسری کھینچی تو کہا تین۔۔ چوتھی لکیر آدھی کھینچی تھی اور ابھی لفظ ''چار'' زبان سے نہیں نکلا تھا کہ درخواست کنندہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا، بس تین ہی بہت ہیں۔ اس عمل کا اثر یہ ہوا کہ تین لڑکے صحیح اور تندرست پیدا ہوئے اور چوتھا ساڑھے چار مہینے کے بعد ساقط ہوگیا۔ [1]

(۵) دارالعلوم تقویۃ الاسلام (اوڈاں والا) کے ناظم حافظ محمد امین صاحب کو اللہ تعالیٰ نے علم کے ساتھ عمل کی نعمت سے بھی بہرہ مند فرمایا ہے۔ وہ ایم اے (اسلامیات) ہیں۔ دارالعلوم کی نظامت کے علاوہ اوڈاں والا میں امامت و خطابت کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔ انھوں نے ایک مکتوب میں مجھے بتایا کہ صوفی صاحب کی قبولیت دعا کے حیرت انگیز واقعات دیکھنے اور سننے میں آئے ہیں۔ جو دعا انھوں نے کی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔ بعض ایسے واقعات بھی ہیں کہ انھوں نے ڈنگر ڈھوروں کو پیغام بھجوایا اور اللہ کے حکم سے پورا ہوگیا۔ اس کی ایک مثال انھوں نے یہ دی ہے کہ اوڈاں والا کے قریب کے گاؤں چک نمبر ۵۰۷ گ ب سے ایک شخص صوفی صاحب کے پاس آیا اور عرض کیا کہ اس کی بھینس دودھ نہیں دیتی۔ فرمایا اس سے جا کر کہو صوفی عبداللہ کہتا ہے، دودھ دیا کر۔ اس نے بھینس کو انھی لفظوں میں صوفی صاحب کا پیغام دیا اور بھینس دودھ دینے لگی۔

حافظ محمد امین کہتے ہیں کہ صوفی صاحب اللہ لوگ تھے...... لوگ دور دور سے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے، دعا کراتے اور مراد پاتے۔ ان کے دم اور تعویذ میں بھی اللہ نے بڑی تاثیر رکھی تھی۔

(۶) انھی حافظ محمد امین کا بیان ہے کہ اوڈاں والا میں قیام کے ابتدائی دور میں کسی شخص کی مخبری کی بنا پر ایک پولیس افسر انھیں گرفتار کرنے کے لیے آیا۔

[1] یہ بات صاحب واقعہ نے میرے فیصل آباد کے دوست علی ارشد صاحب کو بتائی اور انھوں نے مجھ سے بیان کی۔

تھوڑی دیر میں کچھ ایسے عجیب و غریب واقعات اس کے مشاہدے میں آئے کہ ان کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوگیا۔ پھر مستقل طور سے صوفی صاحب کے قائم کردہ دارالعلوم کی مالی مدد کرنے لگا۔

(۷) میرے فیصل آباد کے ایک دوست مولوی محمد رمضان یوسف سلفی نے بتایا کہ صوفی صاحب کسی گاؤں میں گئے اور ایک شخص انھیں اپنے گھر لے گیا اور کہا کہ میری بھینس ہر سال کٹا جنتی ہے، دعا فرمایئے، یہ کٹی جنے۔ صوفی صاحب نے بھینس کی دم پکڑی اور اسے تین دفعہ کھینچ کر کہا۔ دے کٹی۔۔۔ دے کٹی۔۔۔ دے کٹی۔۔۔ اس کے بعد اس نے متواتر تین کٹیاں دیں۔

(۸) ایک طالب علم نے بتایا کہ وہ اوڈاں والا میں صوفی صاحب کے مدرسے میں داخل ہوا، لیکن اتنا غبی اور کند ذہن تھا کہ نہ کتاب میں لکھا ہوا کوئی مسئلہ اس کی سمجھ میں آتا تھا اور نہ استاد کی بتائی کوئی بات یاد رہتی تھی۔ سخت پریشان تھا، پڑھنے اور سمجھنے کی بڑی کوشش کرتا مگر کچھ پلے نہ پڑتا۔ ایک دن شام کے وقت مدرسے سے نکلا اور کماد کے کھیت میں جا بیٹھا۔ وہاں تنہائی میں بیٹھ کر اپنی بدنصیبی پر رونے لگا، روتے روتے ہچکی بندھ گئی اور آواز کا دائرہ وسیع ہوگیا۔ تھوڑی دیر بعد اتفاق سے صوفی صاحب کا ادھر سے گزر ہوا تو وہ رونے کی آواز سن کر رکے۔ پھر جدھر سے آواز آ رہی تھی، ادھر کو چل پڑے۔ آگے گئے تو طالب علم کو پہچان لیا اور وہیں بیٹھ گئے۔ رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ ماں باپ نے مجھے پڑھنے کے لیے یہاں بھیجا ہے، لیکن میں ذہنی طور پر اتنا کمزور ہوں کہ نہ کچھ سمجھ سکتا ہوں نہ یاد رکھ سکتا ہوں۔ فرمایا: فکر نہ کرو، یہ مشکل اللہ تعالیٰ حل فرما دے گا۔

اب انھوں نے دم کرنا شروع کیا، طالب علم کا سر منڈا ہوا تھا۔ صوفی صاحب دعائیں پڑھتے جاتے تھے اور اس کے سر پر تھوکتے اور اسے ملتے

جاتے تھے۔ کافی دیر یہ عمل جاری رہا۔ طالب علم بیان کرتا ہے کہ اس کا سر تھوک سے بھر گیا۔۔۔لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا ذہن کھل گیا اور وہ صحیح طور سے پڑھنے لگا۔ ❶

⑨ مولانا محمد اسحاق سندھو کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ وہ کافی عرصہ صوفی صاحب کے ساتھ رہے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ صوفی صاحب ایک گاؤں میں تشریف لے گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ چند روز وہاں رہنے کا اتفاق ہوا۔ ایک دن ایک عورت آئی، اس نے صوفی صاحب سے عرض کیا بابا جی مہربانی فرما کر آج آپ میرے گھر سے کھانا کھائیں۔۔ فرمایا میرا کھانا فلاں گھر میں پکتا ہے، ان کے گھر اطلاع دے کر کھانا پکا لو۔ چنانچہ اس گھر میں اطلاع دے کر اس خاتون نے کھانا پکا لیا۔

کھانے سے فارغ ہوئے تو خاتون نے عرض کی کہ میرے چھ (یا سات کہا) لڑکے ہیں، ہم غریب لوگ ہیں، غربت کی وجہ سے کسی لڑکے کی شادی نہیں ہوئی۔ ایک لڑکا فوج میں ملازم ہے، اس کی آمدنی بھی محدود ہے۔آپ دعا کیجیے ہماری مالی حالت بھی اچھی ہو جائے اور لڑکوں کی شادیوں کا بھی کہیں انتظام ہو جائے۔

صوفی صاحب نے حسب معمول اللہ کے حضور طویل دعا کی.....تھوڑے عرصے کے بعد عجیب اتفاق ہوا، اس خاتون کا جو لڑکا فوج میں ملازم تھا، اس کا کرنل جس کے وہ ماتحت تھا، وفات پا گیا۔اس کی تین (یا چار) لڑکیاں تھیں، متوفی کی بیوہ نے اس عورت کے فوجی بیٹے سے نکاح کر لیا اور اپنی بیٹیوں کی شادیاں اپنے نئے شوہر کے بھائیوں سے کر دیں۔ گھر کا تمام مال سامان وہ اپنے ساتھ لے آئیں۔

❶ یہ واقعہ مجھے مولانا ارشاد الحق اثری (ادارہ علوم اثریہ منٹگمری بازار، فیصل آباد) نے بتایا۔

اس طرح اس خاتون کے بیٹوں کی شادیاں بھی ہوگئیں اور مال و دولت بھی گھر میں آ گیا۔ ❶

⑩ مولانا عبدالقادر ندوی کے بڑے بھائی چودھری محمد عبداللہ کے ایک بیٹے کا نام ارشد ہے۔ وہ میٹرک کا امتحان دے رہا تھا کہ امتحان کے دوران گھر سے نکل گیا۔ تمام رشتے داروں سے پتا کیا، کچھ معلوم نہ ہوسکا کہ لڑکا کہاں ہے۔ تلاش کرتے کرتے پندرہ روز گزر گئے، سب گھر والے سخت پریشان......لاہور سے مولانا عطاء اللہ حنیف، مولانا عبدالقادر ندوی سے ملاقات کے لیے ماموں کانجن گئے، انھوں نے مولانا کو لڑکے کے بارے میں بتایا۔ یہ دونوں صوفی صاحب سے ملنے کے لیے ان کے پاس گئے۔ صوفی صاحب نے فرمایا عبدالقادر! تم اتنے دن کہاں غائب رہے؟ انھوں نے حاضر نہ ہونے کی وجہ بیان کی تو فرمایا: تم آ کر بتاتے تو اللہ تعالیٰ سے پریشانی رفع فرمانے کی دعا کرتے، اللہ پریشانی دور فرمانے والا ہے۔عرض کیا اب دعا کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ اس وقت عصر کی اذان ہوچکی تھی۔ نماز پڑھنے کے بعد صوفی صاحب دعا کے لیے بیٹھ گئے اور لوگوں سے کہا آج ہم اس ذات پاک سے مانگیں گے جو ہر رات سماء دنیا پر سوالیوں کو دینے کے لیے آتا ہے، لہٰذا میں دعا کروں گا، تم میرے ہر دعائیہ کلمے پر آمین، آمین کہتے جانا۔

صوفی صاحب نے ہاتھ اٹھا کر کچھ وظائف پڑھے۔ پھر دعا شروع ہوئی۔ مولیٰ کریم تو میری شاہ رگ سے قریب تر ہے۔تو جانتا ہے میں نے اپنی زندگی تیری رضا کے لیے وقف کر رکھی ہے۔ ہمیشہ تیرے ہی کام کیے ہیں۔ آج ایک

❶ بہ روایت مولانا عائش محمد

دیا۔ صوفی صاحب کو شدید صدمہ پہنچا کہ اس علاقے کا حاکمِ اعلیٰ اتنا مغرور اور متکبر ہے کہ ان سے ملنا اور بات کرنا بھی اسے گوارا نہیں۔ فرمایا اب میں اس سے ملاقات کے لیے وقت نہیں مانگوں گا، یہ خود یہاں آ کر مجھ سے ملاقات کے لیے وقت مانگے گا۔۔۔ ''میرے اللہ! یہ دنیا کا کمشنر ہے، میں تیرے دین کا کمشنر ہوں۔ کیا یہ مناسب ہے کہ میں اس کے پاس جاؤں۔'' کئی مرتبہ ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔

تھوڑی دیر بعد کمشنر نے تحصیل دار سے کہا، کیا یہاں کوئی دینی تعلیم کا مدرسہ ہے جو ایک بزرگ نے قائم کیا ہے؟ میرے دل میں اس مدرسے کو دیکھنے اور اس بزرگ کو سلام کرنے کا شدید جذبہ ابھرا ہے۔ تحصیل دار نے جواب دیا: ایک بزرگ صوفی عبداللہ نے یہاں دینی مدرسہ قائم کیا ہے۔ چنانچہ کمشنر، تحصیل دار کے ساتھ مدرسے کی طرف روانہ ہوا۔ جامعہ کے دروازے پر پہنچا تو کمشنر نے آدمی بھیج کر صوفی صاحب سے حاضری کی اجازت طلب کی اور ازراہ احترام وہیں جوتے اتار دیے، ننگے پاؤں صوفی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، اور جھک کر سلام کیا۔۔۔ کہا:

میرے لائق کوئی کام ہو تو حکم فرمایئے۔

صوفی صاحب نے فرمایا: کوئی کام نہیں ۔۔۔ لیکن تحصیل دار نے کمشنر کو بتایا کہ جامعہ کی جگہ پر بعض لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔

کمشنر نے تحصیل دار کو حکم دیا کہ یہ جگہ فوری طور پر قابضین سے خالی کرائی جائے اور ایک ہفتے کے اندر اندر مجھے اس کی اطلاع دی جائے۔

کمشنر نے جامعہ کے لیے دو سو روپے پیش کیے جو اس زمانے میں اچھی خاصی رقم تھی اور صاف لفظوں میں صوفی صاحب سے عرض کیا، حضور! میرے پاس اس وقت یہی حقیر سا سرمایہ ہے، اسے قبول فرمایئے۔ میں گنہگار آپ کا خادم اور آپ سے دعا کا طالب ہوں۔ ❶

❶ یہ واقعہ مجھ سے ماموں کانجن سے تعلق رکھنے والے بعض حضرات نے بیان کیا۔

(۲۸) اوڈاں والا کے محمد شوکت کا نام گزشتہ صفحات میں بھی آیا ہے۔ ان کی روایت سے مجھے ایک صاحب نے (افسوس ہے ان کا نام میرے ذہن میں نہیں رہا) بتایا کہ منڈی تاندلیاں والا کے قریب ایک گاؤں کا نام ''جھوک خیالی'' ہے۔ وہاں کے کچھ لوگ صوفی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ان سے ایک آدمی قتل ہو گیا ہے، جس کا انھیں نہایت افسوس ہے۔ مقدمہ عدالت میں چل رہا ہے۔ ہم مقتول کے وارثوں سے معافی مانگتے ہیں اور انھیں کچھ رقم دینے کے لیے تیار ہیں۔ دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ ہمارے لیے برأت کی کوئی صورت پیدا کر دے۔

صوفی صاحب نے دعا کی اور وہ لوگ بری ہو گئے۔

(۲۹) چک نمبر ۴۹۳ گ ب اوڈاں والا جہاں صوفی صاحب نے پہلے پہل مدرسہ قائم کیا تھا، ایسا گاؤں تھا، جس میں جانے کے لیے کوئی کھلا راستہ نہ تھا، لوگوں کی آمدورفت کے لیے ایک پگ ڈنڈی سی تھی۔ مدرسے کے لیے مختلف مقامات سے گدھوں پر لاد کر وہاں غلہ پہنچایا جاتا تھا۔۔۔ ایک دن مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی نے صوفی صاحب سے عرض کیا: حضور! دعا فرمایئے، یہاں آنے جانے کے لیے کھلے راستے کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔ فرمایا فکر نہ کرو، اللہ تعالیٰ اس مدرسے کو ایسی جگہ دے گا، جس کے ہر طرف وسیع راستے ہوں گے۔ اس گاؤں میں آمدورفت کے لیے بھی کشادہ راہیں میسر آ جائیں گی۔ چنانچہ تھوڑے عرصے کے بعد یہی ہوا۔ جامعہ تعلیم الاسلام کو ماموں کانجن میں ایسی جگہ مل گئی، جس کے ہر طرف کھلے راستے ہیں اور اوڈاں والا میں آمدورفت کے لیے بھی کشادہ پختہ سڑکیں بن گئی ہیں۔ پرانی باتوں کا کہیں نام و نشان نہیں ہے۔

غیب کی خبریں

(۳۰) ملتان سے میرے دوست محمد یاسین شاد نے بذریعہ مکتوب اطلاع دی کہ ایک مرتبہ صوفی صاحب ضلع خانیوال کے ایک قصبے عبدالحکیم تشریف لے

گئے، وہاں ان کے عقیدت مندوں میں ایک عالم دین حافظ محمد ایوب فیروز پوری اقامت گزیں تھے جو جامعہ تعلیم الاسلام کے پرانے طالب علم تھے اور جامعہ کے معاون تھے۔ صوفی صاحب کا قیام انھی کے ہاں تھا۔ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا کہ فلاں گھر میں ایک عورت کو جن کی شکایت ہے اور وہ لوگ سخت پریشان ہیں، دعا فرمایے، یہ شکایت رفع ہو جائے اور عورت کو اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے۔۔۔ وہ گھر صوفی صاحب کی قیام گاہ سے کچھ فاصلے پر تھا۔

صوفی صاحب نے وہیں (اپنی قیام گاہ پر) کچھ پڑھنا شروع کیا اور جن حاضر ہوگیا۔ مریضہ اس جگہ سے دور ہے، لیکن صوفی صاحب اس کو پریشان کرنے والے جن سے ہم کلام ہیں اور اس پر کچھ سختی بھی کر رہے ہیں۔ یہ سارا معاملہ لوگوں کے سامنے ہو رہا ہے ...... جنّ چلا گیا اور اللہ تعالیٰ نے مریضہ کو صحت عطا فرما دی۔

(۳۱) اسی طرح کا ایک واقعہ جامعہ سلفیہ (فیصل آباد کے) لائبریرین اشرف جاوید نے بیان کیا، ان کا تعلقِ سکونت کھرڑیاں والا (ضلع فیصل آباد) سے ہے۔ صوفی صاحب کا کھرڑیاں والا میں آنا جانا تھا۔ وہاں کسی زمانے میں اشرف جاوید کے گھر سے چند قدم کے فاصلے پر پانی کا تالاب تھا، جس سے عورتیں پینے کا پانی گھڑوں میں بھر کر لایا کرتی تھیں۔ ایک دن وہاں کی ایک لڑکی نے ایک لڑکی کو بھاگ بھری کہہ کر آواز دی کہ میں تمھیں ملنے کے لیے آئی ہوں۔ اس کے بعد وہ لڑکی اپنے گھر چلی گئی۔ اسی آن اس کے سر کے بال اس طرح ایک دوسرے میں پیوست ہوگئے کہ ان میں سوئی بھی داخل نہیں ہوسکتی تھی۔ گھر والوں نے سوچا یہ جنّ کی حرکت ہے، حسنِ اتفاق سے صوفی صاحب اس وقت وہیں تھے، ان سے عرض کیا گیا تو انھوں نے لڑکی کو دم کیا اور دعا کی، اللہ تعالیٰ نے پریشانی دور فرما دی، جو یکا یک لاحق ہوگئی تھی۔

(۳۲) ضلع فیصل آباد کی تحصیل سمندری میں ایک گاؤں کا نام چک نمبر ۴۹۱ گ ب ہے۔ وہاں کے ایک نوجوان عطاء الرحمٰن نے (جو دارالعلوم تقویۃ الاسلام اوڈاں والا میں تعلیم حاصل کرتے تھے) مولانا اشرف جاوید کو بتایا کہ ایک دفعہ حضرت صوفی صاحب وہاں تشریف لے گئے۔ لوگوں نے حضرت سے بارش کے لیے دعا کی درخواست کی۔ حضرت نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اسی وقت آسمان پر بادل نمودار ہوگئے اور بارش کے آثار نظر آنے لگے۔ کچھ دیر کے بعد بارش شروع ہوگئی۔ کافی دیر بارش ہوتی رہی اور چاروں طرف پانی پھیل گیا۔ جب لوگوں نے خیال کیا کہ زمین کی پیاس بجھ گئی ہے اور اس کے مسام کھل گئے ہیں تو حضرت سے بارش تھم جانے کی دعا کے لیے درخواست کی، چنانچہ ان کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے بارش روک دی۔

(۳۳) بارش کے سلسلے کا ایک واقعہ مولانا عبدالمجید کی زبانی چک ۴۹۳ گ ب اوڈاں والا کا سنیے جو اشرف جاوید صاحب نے بتایا۔

ایک مرتبہ وہاں بارش کا ایسا سلسلہ شروع ہوا کہ رکنے کا نام نہیں لیتا تھا۔ لوگ سخت پریشان، مال مویشی کے لیے کھیتوں سے چارا لانا مشکل ہوگیا اور باہر جا کر روزانہ روزی کمانے والے لوگ بے حد مصیبت میں گھر گئے۔ لوگوں نے صوفی صاحب سے دعا کے لیے عرض کیا تو حضرت مسجد سے باہر نکلے اور گلی میں بہتے ہوئے پانی میں بیٹھ گئے، دعا کی، مگر بارش کا زور نہ ٹوٹا، کافی دیر دعا کرتے رہے، لیکن بارش برابر ہوتی رہی بلکہ پہلے سے تیز ہوگئی۔۔۔ اب انھوں نے زور زور سے کہنا شروع کیا: یااللہ بارش روک دے۔ یااللہ بارش روک دے...... اب بھی بارش نہ رکی، لیکن آپ اپنے مخصوص انداز میں دعا کرتے رہے، ابھی دعا کر ہی رہے تھے کہ بارش ایک دم رک گئی اور لوگ بے حد خوش بھی ہوئے اور انتہائی متعجب بھی۔

تیسری التجا تجھ سے یہ ہے کہ اس مسجد میں نمازیوں کی کثرت ہو۔

اللہ نے تینوں دعائیں قبول فرمائیں۔ مسجد سے ملحق دکانیں ہیں، جن کا اتنا کرایہ آجاتا ہے کہ مسجد کی مرمت یا اور کسی قسم کی کوئی ضرورت پڑے تو اسی سے پوری ہو جاتی ہے۔ موذن، امام اور خطیب کے اخراجات کا انتظام بھی آسانی سے ہوجاتا ہے۔ مسجد کے اہتمام میں لڑکیوں کا ایک مدرسہ ہے، اس کے اخراجات بھی پورے ہوجاتے ہیں۔ نمازیوں کے لیے صفیں وغیرہ خریدنے کے لیے بھی کسی تکلیف کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ بجلی اور پانی کے بل بھی کرایے کی آمدنی سے ادا کیے جاتے ہیں، کسی سے مانگنے کی ضرورت نہیں پڑتی، حالانکہ کئی ہزار روپے ماہانہ کا خرچ ہے۔

مسجد ماشاء اللہ آباد ہے اور نمازیوں سے بھری رہتی ہے۔ ❶

(۳۷) بریلوی مکتب فقہی کے ایک عالم دین (جو فیصل آباد سے تعلق رکھتے ہیں اور مفتی ہیں) بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے طالب علمی کے زمانے میں لوگوں سے صوفی عبداللہ صاحب کی صالحیت اور قبولیت دعا کے واقعات سنے تو وہ سلام کرنے کی غرض سے ان کی خدمت میں (جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن) گئے۔

فرمایا: کیسے آئے؟

وہ گردن جھکائے خاموش بیٹھے رہے۔

فرمایا: قرآن وحدیث پڑھنا چاہتے ہو؟

وہ اب بھی چپ رہے۔

صوفی صاحب سمجھ گئے کہ یہ شخص دعا لینے آیا ہے۔

❶ بہ روایت مولانا محمد رمضان یوسف سلفی، فیصل آباد

غیب کی خبریں

فرمایا: جاؤ کسی بڑی مسجد کو تالا لگاؤ گے۔

مفتی صاحب کہتے ہیں، جب میں مروجہ علوم کی تحصیل سے فارغ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا کر دیے کہ حکومت کے محکمہ اوقاف میں انھیں ایک بڑی مسجد کا خطیب مقرر کر دیا گیا، اور یہ وہ منصب تھا جو انھیں صوفی صاحب کی دعا کے نتیجے میں حاصل ہوا۔ ❶

(۳۸) چودھری ظفر اللہ پاکستان کے حلقہ اہل علم کے مشہور رکن تھے۔ وہ بذریعہ کار لاہور سے کراچی جا رہے تھے کہ رحیم یار خاں کے قریب ان کی کار درخت سے ٹکرا گئی۔ ان کے ساتھ ایک ان کی خالہ تھیں، ایک نوجوان بھانجا تھا اور دو بیٹے تھے، جن میں سے ایک کی عمر سترہ سال اور ایک کی نو سال تھی۔ یہ پانچ افراد کا قافلہ وہیں موت کی آغوش میں چلا گیا۔ یہ حادثہ ۳ جون ۱۹۹۷ء کو پیش آیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

چودھری ظفر اللہ نے صوفی صاحب کے قائم کردہ مدرسے میں تعلیم پائی تھی اور وہ صوفی صاحب سے بے حد عقیدت رکھتے تھے، صوفی صاحب بھی ان پر انتہائی شفقت فرماتے تھے۔ ماموں کانجن میں اس مدرسے کی تعمیر کے زمانے میں چودھری صاحب وہاں طالب علم تھے اور انھوں نے اس کی تعمیر کے وقت بڑی خدمات انجام دی تھیں۔ ایک دن صوفی صاحب نے ان سے کہا: ظفر اللہ! تمھارے لیے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمھیں بہت بڑا مال دار بنا دے اور تم ٹھاٹھ کے ساتھ امیرانہ زندگی بسر کرو۔

ظفر اللہ نے عرض کیا: آپ میرے لیے صرف یہ دعا فرمایے کہ اللہ تعالیٰ مجھے کسی بہت بڑے نیکی کے کام کی توفیق دے، جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں اور میرے لیے وہ صدقہ جاریہ ثابت ہو...... چنانچہ صوفی صاحب نے ان کے لیے دعا فرمائی اور دعا اس طرح قبول ہوئی کہ انھوں نے تھوڑے عرصے میں دینی تعلیم

❶ بہ روایت مولانا محمد رمضان یوسف سلفی، فیصل آباد

اب سوال یہ ہے کہ اسم اعظم کیا ہے؟

وہ ہے: ”لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین.“

(الٰہی! تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے۔ بے شک میں ہی ظالم ہوں۔)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں یہ دعا کی تھی۔

”جو مسلمان کسی حاجت کے وقت اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماتا ہے اور اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے۔“

[مشکوٰۃ باب اسماء اللہ تعالیٰ، فصل ثانی]

(۶۱) اب صوفی صاحب کا ایک خواب سنیے جو ڈاکٹر محمد اسماعیل گورایہ کی روایت سے محمد یاسین شاد بیان کرتے ہیں۔ جس وقت ماموں کانجن میں جامعہ تعلیم الاسلام کی تعمیر کا آغاز ہوا، صوفی صاحب نے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت الفردوس میں سیر کر رہے ہیں اور انھیں وہاں حور و غلمان نظر آ رہے ہیں...... یہ خواب بیان کر کے انھوں نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے فردوس کا حصہ دکھایا ہے، لہٰذا جامعہ تعلیم الاسلام کے نام کے ساتھ ”الفردوس“ کا لفظ آنا چاہیے۔ چنانچہ ریلوے لائن کی طرف جامعہ کی جو عمارت بنائی گئی، اس پر جلی حروف میں ”الفردوس“ لکھا گیا۔

صوفی صاحب کی خدمت میں لوگ بہت سے معاملات میں دعا کی غرض سے آتے تھے۔ کوئی کاروبار کے لیے دعا کراتا تھا، کوئی اولاد کے لیے، کوئی رفع مرض کے لیے، کسی کی بھینس دودھ نہیں دیتی تھی، کوئی زمین کی پیداوار میں اضافے کی دعا کراتا تھا، کوئی امتحان میں کامیابی کا خواہاں ہوتا تھا۔ کوئی اس لیے آتا تھا کہ اس کی اولاد نیک اور اطاعت شعار ہو۔ کوئی کسی مصیبت سے نجات پانے کی غرض سے دعا کا خواست گار ہوتا تھا۔ صوفی صاحب کسی کے لیے دعا کرتے، کسی کو تعویذ دیتے، کسی کو دم کرتے، کسی کو پڑھنے کے لیے کوئی وظیفہ

بتاتے، کسی کو نصیحت فرماتے اور اعمال نیک کی تلقین کرتے، کسی کو تہجد پڑھنے کا حکم دیتے، کسی کو تلاوتِ قرآن کی تاکید کرتے، کسی کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا وعظ سناتے، کسی کے سامنے اپنے ہاتھ سے کما کر کھانے کی فضیلت بیان فرماتے، کسی کو والدین کی اطاعت کا درس دیتے۔ وہ ہر آنے والے کی بات سنتے اور اس کے ذہن کا اندازہ کر کے مناسب الفاظ میں اس سے بات کرتے۔ دعا کرانے والا، تعویذ لینے والا اور دم کرانے والا نہایت خوش ہوتا اور سمجھ لیتا کہ اس کے من کی مراد پوری ہوگئی اور اللہ نے دعا قبول فرمالی۔

اللہ نے جہاں ان کو صالحیت اور اعمالِ خیر کی دولت عطا فرمائی تھی اور ان کی دعا کو شرف قبولیت بخشا جاتا تھا، وہاں انھیں مردم شناسی کی نعمت سے بھی نوازا تھا۔ انھوں نے بڑی دنیا دیکھی تھی، مختلف ذہنوں کے لوگوں سے ان کے روابط رہے تھے اور وہ معاملات کو خوب سمجھتے تھے۔

(۶۲) ہمارے مستند عالم دین دوست مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ضلع سرگودھا کے کسی گاؤں سے ایک شخص آیا۔ اس نے صوفی صاحب سے اپنی غربت اور پریشانی کا ذکر کیا۔ یہ عشا کے بعد کا وقت تھا۔ حسب عادت صوفی صاحب نے دعا شروع کی اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا: خدایا تیرے ہاں نہ دنیا کی کمی ہے اور نہ کوئی حیثیت ہے...... نہ کوئی قیمت ۔ یہ لوگ دنیادار ہیں، دنیا مانگتے ہیں تو ان کو دنیا دے دے ......تو ان کو دنیا دے دے......تو ان کو دنیا دے دے ...... دیر تک یہی الفاظ کہتے رہے۔ خدا سے دعا کا یہ انداز سفارش کا سا تھا، وہ خدا سے اس کے لیے سفارش کر رہے تھے کہ تیرے پاس کسی چیز کی کمی نہیں، جو یہ مانگتا ہے تو اسے دے دے۔ ۔ دس بارہ دن کے بعد وہ شخص آیا اور دعا کی قبولیت کی بشارت سنائی۔ کہا چند ہی روز میں میری حالت بدل گئی اور اللہ تعالیٰ نے مالی آسودگی سے ہم کنار فرما دیا۔

میں ''سرگزشت مجاہدین کا ایک ورق'' کے عنوان سے لکھا تھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ صوفی صاحب اکیلے جا رہے تھے کہ ایک پہاڑ کی چوٹی پر رات کے وقت ایک بہت بڑا سانپ ملا۔ انھوں نے سلام علی نوح فی العالمین کا ورد شروع کر دیا۔ خدا نے اس بلا کو ٹالا تو وہ آگے بڑھے، پھر ایک گاؤں سے گھوڑا لے کر منزل مقصود پر پہنچے۔

صوفی صاحب زیادہ تر سفر میں رہتے تھے اور انھیں خطرناک اور پُر پیچ راستوں میں سے گزرنا پڑتا تھا۔ معلوم نہیں کتنی دفعہ انھیں سانپ ملے ہوں گے، کتنی دفعہ خون خوار درندوں سے واسطہ پڑا ہوگا اور کتنی دفعہ ان سے محفوظ رہنے کے لیے دعائیں کی ہوں گی۔

(۴۹) مولانا ولی اللہ منصور پوری کہتے ہیں کہ وہ اوڈاں والا سے فارغ التحصیل ہوئے تو انھیں ننکانہ صاحب کی مسجد اہل حدیث میں خطیب مقرر کر لیا گیا۔ ایک دفعہ صوفی صاحب نے ان سے کہا تم تحصیل سمندری کے چک نمبر ۴۸۵ گ ب میں آجاؤ اور وہاں خطابت و امامت کے فرائض انجام دو۔ چنانچہ صوفی صاحب کے حکم سے وہ چک نمبر ۴۸۵ گ ب چلے گئے۔ صوفی صاحب کا وہاں آنا جانا رہتا تھا۔ ایک دن انھوں نے صوفی صاحب سے عرض کیا آپ حج کر آئیں۔ صوفی صاحب خاموش رہے۔ اس کے بعد جب بھی ان کی صوفی صاحب سے ملاقات ہوئی، ان سے حج کے لیے عرض کیا۔

غیب کی خبریں

ایک دن صوفی صاحب نے زور سے ان کے کندھے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: بے خبر ولی اللہ! حج کے بعد کام پورا ہو جائے گا۔

وہ اس وقت تو ان کی بات نہ سمجھ سکے، لیکن جب ۱۹۷۵ء میں صوفی صاحب حج کر کے آئے اور پھر تھوڑے عرصے بعد وفات پا گئے تو بات سمجھ میں آئی کہ ان کا مطلب یہ تھا کہ حج کے بعد زندگی کا معاملہ ختم ہو جائے گا۔

(۵۰) انھی مولانا ولی اللہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ صوفی صاحب کو ہمارے گاؤں کے ایک تبلیغی جلسے میں شرکت کی دعوت دی گئی اور ایک اجلاس کی صدارت کے لیے بھی عرض کیا گیا۔ صوفی صاحب نے صدارت فرمائی اور مختصر سی تقریر کی۔ دو سو روپے جلسے کے لیے چندہ دیا۔ اس زمانے میں دو سو روپے بہت بڑی رقم تھی۔ جلسے میں جن علمائے کرام کو بلایا جاتا ہے، وہ اپنی گرہ سے کچھ نہیں دیتے، بلکہ ان کی خدمت میں کچھ پیش کیا جاتا ہے۔ سرکاری طور پر بھی جن لوگوں کو کسی میٹنگ وغیرہ میں دعوت شرکت دی جاتی ہے، انھیں کرایہ اور خرچ پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن صوفی صاحب نے اپنی گرہ سے دو سو روپے دیے۔

مولانا ولی اللہ بتاتے ہیں کہ صوفی صاحب دو سو روپے دے کر وہاں سے اٹھے اور اپنی قیام گاہ کی طرف روانہ ہوئے، پیچھے سے ایک شخص بھاگتا ہوا صوفی صاحب کی طرف آیا، سلام عرض کیا اور کہا میں اسی لیے یہاں آیا ہوں کہ آپ تشریف لائیں گے۔ یہ کہہ کر اس نے چار سو روپے صوفی صاحب کی خدمت میں پیش کیے۔

ابھی دو سو روپے دیے دس منٹ بھی نہیں ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے دوگنا زیادہ یعنی چار سو روپے کا انتظام فرما دیا۔

(۵۱) فیصل آباد سے میرے دوست محمد رمضان یوسف سلفی بتاتے ہیں کہ ان کے ایک بزرگ دوست حافظ ثناء اللہ طویل عرصے تک کوٹ ادو میں واپڈا کے محکمے میں ملازم رہے۔ تقریباً پچیس سال قبل انھیں ایک ایسی بیماری لاحق ہوئی، جس سے وہ بے حد پریشان ہوئے۔ ایک مرتبہ صوفی صاحب نثار کالونی (فیصل آباد) کی جامع مسجد اہل حدیث میں تشریف لائے تو حافظ ثناء اللہ ان

کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیماری کی کیفیت بتا کر ان سے دعائے صحت کی درخواست کی۔ حضرت صوفی صاحب نے اسی وقت دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور نہایت عاجزی سے ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے صحت و عافیت کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرما دی اور ان کی سب تکلیفیں رفع ہو گئیں۔

(۵۲) مولانا محمد صادق خلیل کا ذکر گزشتہ صفحات میں ایک سے زیادہ مرتبہ ہو چکا ہے۔ ان کا شمار پاکستان کے مشہور مصنفین و مترجمین میں ہوتا ہے۔ انھوں نے ''اصدق البیان'' کے نام سے قرآن مجید کی تفسیر لکھی ہے۔ وہ دراصل اوڈاں والا ہی کے رہنے والے تھے۔ وہیں انھوں نے تعلیم حاصل کی اور کئی سال وہاں پڑھاتے رہے۔ بہت عرصے سے فیصل آباد میں مقیم تھے اور تصنیفی خدمات انجام دیتے تھے۔ ان کے والد کا نام مولوی احمد الدین تھا، وہ صوفی صاحب سے باقاعدہ بیعت تھے اور اس وقت نرینہ اولاد سے محروم تھے۔ انھوں نے صوفی صاحب سے بیٹے کے لیے دعا کی درخواست کی۔ صوفی صاحب نے دعا کی اور فرمایا تمھارے ہاں بیٹا پیدا ہوگا اور علم حاصل کرے گا، لوگ اس کے علم سے استفادہ کریں گے۔ مولانا محمد صادق کئی سال ماں کے پیٹ میں رہے۔ حمل و ولادت کی اصطلاح میں اس صورت حال کو ''پت لگ جانا'' کہا جاتا ہے۔ صوفی صاحب کی دعا کے کچھ عرصے بعد وہ پیدا ہوئے اور علم حاصل کیا۔ شائقین علم نے ان کی تدریس سے بھی بے حد فائدہ اٹھایا اور تصنیف و ترجمے سے بھی خوب استفادہ کیا۔ اور کر رہے ہیں۔ [1]

شیخ محمد سعید الفت لائل پوری پنجابی کے مشہور عوامی شاعر تھے۔ ان کا مجموعہ کلام دو جلدوں پر مشتمل ہے جو ''گل دستۂ الفت'' کے نام سے نعمانی کتب خانہ، اردو بازار لاہور نے خوب صورت طریقے سے شائع کیا ہے۔ اس کے مختلف حصوں پر مولانا غلام رسول مہر، مولانا عبد المجید سالک، ملک نصر اللہ خاں عزیز،

[1] مولانا محمد صادق کے مفصل حالات کے لیے ملاحظہ ہو راقم کی کتاب ''قافلہ حدیث'' شائع کردہ مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور۔ ان کی وفات ۶ فروری ۲۰۰۴ء کو فیصل آباد میں ہوئی۔

مولانا مجاہد الحسینی اور پروفیسر غلام احمد حریری ایسے متعدد ماہرین نظم و نثر حضرات نے مقدمات تحریر کیے ہیں، جن میں الفت کی شاعری کی تحسین کی گئی ہے اور بے شک ان کی شاعری لائق تحسین ہے۔

''گل دستۂ الفت'' کی دوسری جلد کے بہرہ ''چھلاں'' میں سعید الفت کی طویل نظم ''صوفی عبداللہ'' اس وقت میرے سامنے ہے۔ اس میں انھوں نے صوفی صاحب کی کرامتیں بھی ذکر کی ہیں اور قبولیت دعا کے چند واقعات بھی بیان کیے ہیں۔ نمبروں کی ترتیب سے یہ واقعات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

(۵۳) جس زمانے میں صوفی صاحب چمرکنڈ کے مرکزِ مجاہدین سے وابستہ تھے اور فراہمیٔ زر کے سلسلے میں برصغیر کے مختلف علاقوں میں ان کی آمد و رفت رہتی تھی، اس زمانے میں بسا اوقات انھیں نہایت خطرناک علاقوں سے بھی گزرنا پڑتا تھا۔ ایک دفعہ ایک جنگل سے گزر رہے تھے کہ دیکھا سامنے شیر بیٹھا ہے اور شیر نے ان کو دیکھ لیا ہے۔ یہ بے حد پریشان کن لمحہ تھا، اگر سیدھے جاتے ہیں، جب بھی شیر کے حملے کا خطرہ ہے، اگر دوسری طرف قدم بڑھاتے ہیں تو بھی خطرہ موجود ہے۔ اس کے متعلق سعید الفت مرحوم کے چند شعر ملاحظہ ہوں۔

خیال آیا رستہ جے بدلیا جاوے
میرے پچھے شیر اٹھ کے نہ آ جاوے
ایہہ گل سوچ کے آکھدے نے او شیرا
مینوں دیر ہوندی اے راہ چھڈ میرا
صوفی صاحب دے بس آکھن دی دیر اے
کسے پاسے نوں اٹھ کے جاندا رہیا شیر اے

یعنی شیر سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں، مجھے جلدی اپنے ٹھکانے پر پہنچنا ہے،

یہ لوگ وہاں پہنچے تو واقعی بیل وہاں بیٹھے تھے اور ان کے پاس کوئی شخص نہ تھا۔ انھوں نے بیلوں کو وہاں سے ہانکا اور گھر لے آئے۔ اسے صوفی صاحب کا کشف قرار دیجیے یا کرامت، بات بہرحال ان کی صحیح ثابت ہوئی۔

(۵۶) مولانا مفتی عبیداللہ خاں عفیف گزشتہ کئی سال سے جامعہ قدس اہل حدیث (لاہور) کی مسندِ تدریس پر فائز ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۵۵ء میں ان کے والد مولانا محمد حسین خان تلی کے شدید درد میں مبتلا ہوگئے۔ علاج کرایا، لیکن افاقہ نہ ہوا۔ دم اور دعا کے لیے وہ صوفی صاحب کے پاس گئے۔ صوفی صاحب اس وقت کسی کے لیے تعویذ لکھ رہے تھے۔ انھوں نے صوفی صاحب سے اپنی تکلیف کا ذکر کیا تو صوفی صاحب نے ایک کاغذ پکڑا، اس کے وسط میں گول دائرہ بنایا۔ اس دائرے میں ایک نشان لگایا اور لکھا ”تلی کا درد ختم ہو جائے“ مولانا محمد حسین خاں سے فرمایا، یہ کاغذ تلی پر باندھ لیں ...... انھوں نے کاغذ تلے پر باندھ لیا اور تلی کا درد ختم ہوگیا۔ یہ ۱۹۵۵ء کی بات ہے۔ مفتی عبیداللہ خاں عفیف بتاتے ہیں کہ ان کے والد مولانا محمد حسین خاں کی وفات ۲۴۔ اپریل ۱۹۹۲ء کو ہوئی۔ یہ تقریباً سینتیس سال کا عرصہ بنتا ہے، اس اثنا میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اس درد سے بالکل محفوظ رکھا۔

بے شک صوفی صاحب مستجاب الدعوات تھے۔ وہ جب دعا کرتے تھے تو ایسے معلوم ہوتا تھا کہ جو کچھ اللہ سے مانگ رہے ہیں، لے کر ہی رہیں گے اور لازماً اپنی بات اللہ سے منوالیں گے۔ کتنے ہی بے اولاد دعا کے لیے ان کے پاس آئے، اللہ نے دعا قبول فرمائی اور انھیں اولاد کی نعمت حاصل ہوئی۔ کتنے ہی غربت کے مارے ہوئے پریشان حال لوگ آئے، دعا کرائی اور اللہ تعالیٰ نے

ان کی غربت دور فرما دی اور وہ آسودہ حال ہوگئے۔ پیچیدہ مقدمات میں الجھے ہوئے لوگ آئے، دعا کرائی اور بری ہوئے۔ دعا کرانے والے دور دور سے آتے تھے، ایک ایک دن میں صوفی صاحب کئی کئی بار دعا کرتے۔ دعا کرانے والا مطمئن ہو جاتا تھا اور یقین کر لیتا تھا کہ دعا قبول ہوگئی۔

ان کی دعا کا بھی عجیب انداز تھا۔ اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھاتے اور دعا کرتے ہوئے تیزی کے ساتھ ہاتھ پر ہاتھ گھماتے رہتے تھے۔۔۔ پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتے، پھر درود شریف پڑھتے۔ بعدازاں ادعیہ مسنونہ کئی کئی بار پڑھتے۔ دعا میں بالعموم حسب ذیل آیات پڑھتے۔ میں نے ان دعاؤں کا حوالہ بھی دے دیا ہے کہ قرآن میں کہاں ہیں اور ان کا اردو ترجمہ بھی کر دیا ہے تاکہ عربی نہ جاننے والے حضرات ان کا مطلب سمجھ سکیں۔ اندازہ کیجیے قرآن کی ان دعاؤں میں کس درجہ عجز اور تضرع کا عنصر پایا جاتا ہے اور انسان کی کتنی کم زوری اور بے بسی کا اظہار ہوتا ہے۔

﴿وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ﴾
[البقرہ: ۱۸۶]

(اے پیغمبر ﷺ) جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو آپ ان سے فرما دیجیے کہ میں تمھارے پاس ہی ہوں، جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ لہٰذا انھیں چاہیے کہ میرے حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت یاب ہوں۔)

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ﴾ [الاعراف: ۲۳]

غیر کے مقلدوں کی کرامات

غیر مقلدوں کے پیر صاحب لکیریں کھینچتے گئے سائل کے گھر بیٹے پیدا ہوتے گئے۔ ماشاء اللہ

لکیریں کھینچنا شروع کیں اور ساتھ ہی لکیریں گننے لگے۔ پہلی لکیر کھینچی تو کہا ایک۔ دوسری کھینچی تو کہا دو..... تیسری کھینچی تو کہا تین۔۔ چوتھی لکیر آدھی کھینچی تھی اور ابھی لفظ ''چار'' زبان سے نہیں نکلا تھا کہ درخواست کنندہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا، بس تین ہی بہت ہیں۔ اس عمل کا اثر یہ ہوا کہ تین لڑکے صحیح اور تندرست پیدا ہوئے اور چوتھا ساڑھے چار مہینے کے بعد ساقط ہوگیا۔ ❶

اندازہ کریں غیر مقلدوں کا پیر صوفی محمد عبد اللہ زمین پر لکیریں مار کر غیر مقلدوں کو نرینہ اولاد دیتا تھا۔

نام نہاد اہلِ حدیثوں کو دعوتِ فکر

کیا یہ کرامت ہے یا شرک ؟؟؟

روز پیشتر جن کی طرف سے قتل کے پیغام آ رہے تھے، وہ بالکل نرم ہو چکے تھے۔

اس کے بعد چار یا پانچ لڑکے بھی پیدا ہوئے اور لڑکیاں بھی۔ سب بچے نیک اور تعلیم یافتہ۔ مالی حالت بھی اچھی ہوگئی۔

گاؤں سے وہ ملتان چلے گئے۔ اچھا خاصا وسیع مکان ہے۔ سات آٹھ دکانیں ہیں، بیٹے بیٹیاں، نواسے نواسیاں، پوتے پوتیاں، ماشاء اللہ تمام کنبہ خوش حال ہے۔

مولانا محمد اسحاق سندھو کے ایک صاحب زادے لاہور رہتے ہیں اور طبیب ہیں۔

یہ صوفی صاحب کی مخلصانہ دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ مولانا محمد اسحاق سندھو کافی عرصہ صوفی صاحب کے ساتھ رہے۔ ان کے بے حد عقیدت مند اور انتہائی مداح ہیں۔ انھیں مستجاب الدعوات بزرگ اور اللہ کا ولی قرار دیتے ہیں۔ صوفی صاحب کی رفاقت میں رہنے کی بنا پر ان سے بے تکلفانہ اسلوب میں گفتگو کرتے تھے۔

محمد اسحاق سندھو صاحب کے لیے صوفی صاحب کی دعا کا نتیجہ نکلا کہ۔

- ان کے والد کو اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرمادی۔
- خود ان کی شادی ہوگئی۔
- بیوی جو روٹھ کر میکے چلی گئی تھی، بغیر کسی منت خوشامد کے واپس آئی، سسرال کے نزدیک لائق احترام قرار پائے۔
- اللہ تعالیٰ نے ایسی اولاد عطا فرمائی جو صالحیت اور صلاحیت سے متصف ہے۔
- وسیع مکان اور خوش حالی کی نعمت سے نوازے گئے۔ ❶

③ اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے مختلف مواقع پر صوفی صاحب کے مختلف طریقے تھے۔ ایک شخص نے عرض کیا میری کئی لڑکیاں ہیں، لڑکا کوئی نہیں، دعا کیجیے اللہ تعالیٰ لڑکا عطا فرمادے..... صوفی صاحب نے اس کی بات سن کر زمین پر

❶ مولانا محمد اسحاق سندھو نے فرمایا تھا کہ وہ صوفی صاحب کی قبولیت دعا کے متعلق مزید واقعات سنائیں گے۔ لیکن افسوس ہے اس کے بعد ان سے ملاقات نہیں ہوگی۔

صُوفی محمد عبداللہؒ

حالات۔ خدمات۔ آثار





تالیف

مولانا محمد اسحٰق بھٹی

قرآن کی پکار	شرک اور توحید	ہماری شرکیہ پکار
زمین اور آسمان کی بادشاہی اللہ ہی کے لئے ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہے بیٹے عطا کرتا ہے اور جسے چاہے دونوں (لڑکے، لڑکیاں) عطا کرتا ہے اور جسے چاہے بے اولاد رکھتا ہے بے شک وہ جاننے والا اور قدرت والا ہے۔ (شوریٰ آیت نمبر:50,49)		بابا شاہ جمال پُتر دے دے رَتا لال

وہابی مولوی کی تھوک والی پھونک

وہابی کرامت

۳۹۵

صوفی عبداللہ رحمہ اللہ

وہ اتنی رقم دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ تعمیر مسجد کی آمدنی اور خرچ کا حساب دارالعلوم کے مدرس مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی کے پاس تھا۔ انھیں بلایا اور فرمایا یہ لو گیارہ ہزار روپے، جس کو جو کچھ دینا ہے، آج شام تک دے دو، کسی کا کوئی پیسا ہمارے ذمے نہیں رہنا چاہیے۔

ایک اور واقعہ مولانا ولی اللہ منصور پوری نے بیان کیا، وہ بھی عجیب واقعہ ہے۔ ایک مرد اور عورت صوفی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے نہایت لجاجت سے عرض کیا کہ ہم اولاد سے محروم ہیں۔

فرمایا: تو پھر میں کیا کروں۔ میں خود اولاد سے محروم ہوں ......

میاں بیوی خاموش بیٹھے رہے، کوئی بات نہیں کی۔

تھوڑی دیر بعد کچھ پڑھ کر عورت کی طرف منہ کیا اور فرمایا منہ کھول......اس نے منہ کھولا تو منہ میں پھونک ماری جس میں تھوک کی آمیزش بھی تھی۔ فرمایا: اب جاؤ۔

ٹھیک ایک سال بعد وہی مرد اور عورت آئے۔ عورت کی گود میں لڑکا تھا اور مرد ایک کٹے کے گلے میں رسا ڈالے اسے کھینچتا چلا آ رہا تھا۔ دونوں صوفی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کٹا طلبا کے کھانے کے لیے پیش کیا اور لڑکے کے لیے دعا کرائی۔





غلام غوث

تھوڑی دیر بعد عورت کی طرف منہ کیا، اور فرمایا منہ کھول۔۔۔اس نے منہ کھولا تو پھونک ماری جس میں تھوک کی آمیزش تھی۔ فرمایا اب جاو۔ ٹھیک ایک سال بعد وہی مرد اور عورت آئے۔ عورت کی گود میں لڑکا تھا

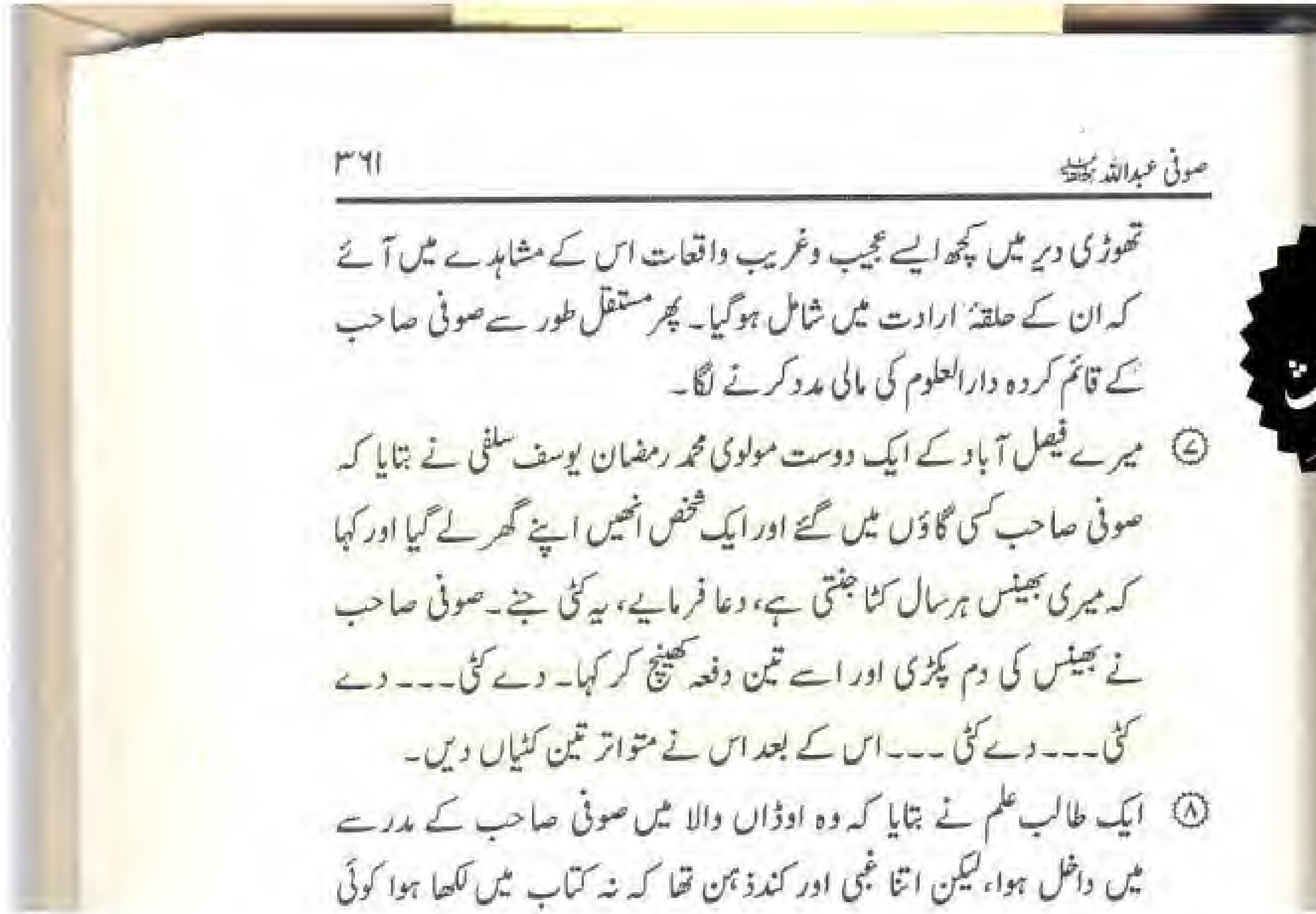
دوسروں پر شرک کے فتوی لگانے والے چمار سے ذلیل وہابی اب اپنے ملا کے لئے بھی لب کشائی کریں

بھینس سے ”کٹی“ حاصل کرنے کا وھابی طریقہ

Part 1

وھابی مولوی کی کرامت





تھوڑی دیر میں کچھ ایسے عجیب و غریب واقعات اس کے مشاہدے میں آئے کہ ان کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوگیا۔ پھر مستقل طور سے صوفی صاحب کے قائم کردہ دارالعلوم کی مالی مدد کرنے لگا۔

⑦ میرے فیصل آباد کے ایک دوست مولوی محمد رمضان یوسف سلفی نے بتایا کہ صوفی صاحب کسی گاؤں میں گئے اور ایک شخص انھیں اپنے گھر لے گیا اور کہا کہ میری بھینس ہر سال کٹا جنتی ہے، دعا فرمایئے، یہ کٹی جنے۔ صوفی صاحب نے بھینس کی دم پکڑی اور اسے تین دفعہ کھینچ کر کہا۔ دے کٹی۔۔۔ دے کٹی۔۔۔ دے کٹی۔۔۔ اس کے بعد اس نے متواتر تین کٹیاں دیں۔

⑧ ایک طالب علم نے بتایا کہ وہ اوڈاں والا میں صوفی صاحب کے مدرسے میں داخل ہوا، لیکن اتنا غبی اور کندذہن تھا کہ نہ کتاب میں لکھا ہوا کوئی





”میرے فیصل آباد کے ایک دوست مولوی محمد رمضان یوسف سلفی نے بتایا کہ صوفی صاحب ایک گاؤں میں گئے اور ایک شخص انھیں اپنے گھر لے گیا اور کہا کہ میری بھینس ہر سال کٹا جنتی ہے، دعا فرمایے یہ کٹی جنے۔ صوفی صاحب نے بھینس کی دم پکڑی اور اسے تین دفعہ کھینچ کر کہا۔ دئے کٹی۔۔۔دئے کٹی۔۔۔۔دئے کٹی۔۔۔ اس کے بعد اس نے متواتر تین کٹیاں دیں“۔ (صوفی عبداللہ ص٣٢١ مصنف مولانا محمد اسحاق بھٹی)

اولیاء اکرام اور ان کی کرامات کا مذاق اڑانے والے گستاخ چمار وہابی اپنے مولوی کی کرامت پڑھیں اور اسکا بھی مذاق اڑائیں کے کس طرح ایک وہابی مولوی بھینس کی دم کھینچ کر اسے کہہ رہا ہے کٹی دئے اور یہ بھی کے جتنی مرتبہ وہابی مولوی نے کہا اتنی ہی بار کٹیاں ہوئیں واہ جی واہ وہابیوں یہ کیا ہے؟

اہلِ حدیثوں کے پیر صوفی عبداللہ کی دعا کا طریقہ

کرامت کو شرک کہنے والوں کی کرامات

۳ اللہ تعالٰی سے مانگنے کے مختلف مواقع پر صوفی صاحب کے مختلف طریقے تھے۔ ایک شخص نے عرض کیا میری کئی لڑکیاں ہیں، لڑکا کوئی نہیں، دعا کیجیے اللہ تعالٰی لڑکا عطا فرمادے...... صوفی صاحب نے اس کی بات سن کر زمین پر

❶ مولانا محمد اسحاق سندھو نے فرمایا تھا کہ وہ صوفی صاحب کی قبولیت دعا کے متعلق مزید واقعات بتائیں گے۔ لیکن افسوس ہے اس کے بعد ان سے ملاقات نہیں ہوگی۔

لکیریں کھینچنا شروع کیں اور ساتھ ہی لکیریں گننے لگے۔ پہلی لکیر کھینچی تو کہا ایک۔ دوسری کھینچی تو کہا دو...... تیسری کھینچی تو کہا تین۔۔ چوتھی لکیر آدھی کھینچی تھی اور ابھی لفظ ''چار'' زبان سے نہیں نکلا تھا کہ درخواست کنندہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا، بس تین ہی بہت ہیں۔ اس عمل کا اثر یہ ہوا کہ تین لڑکے صحیح اور تندرست پیدا ہوئے اور چوتھا ساڑھے چار مہینے کے بعد ساقط ہوگیا۔ ❶

لو صیاد خود ہی دام میں آگیا

نحن الذین بایعوا محمدا
علی الجهاد ما بقینا ابدا

صوفی محمد عبداللہ ؒ

حالات، خدمات، آثار





تالیف
مولانا محمد اسحٰق بھٹی